گوسالۂ سامری

از

مولنا عبد اللہ العمادی

(۴)

یہ سچ ہے کہ قوم سامرین کا زمانہ حضرت موسیٰ کے ہم عہد نہیں لیکن کیا ایک نام کا ایک ہی شخص ہوا کرتا ہے؟ تورات میں سامر کا نام کئی جگہ آیا ہے۔ ممکن ہے تغیر لہجہ سے عبری کا سامر عربی میں سامری بن گیا ہو لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ سامری قوم سامرہ ہی کا ایک فرد تھا جب بھی کوئی مضایقہ نہیں سید احمد خان لکھتے ہیں۔

"بنی اسرائیل کے بارہ سبط تھے اور سب ایک سلطنت کے ماتحت تھے۔ مگر جب رحبعام بادشاہ ہوا تو بنی اسرائیل کے دس سبط نے اس سے بغاوت کی اور یاربعام پسر نباط کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس نے اپنے ملک میں بمقام بیت ایل اور دان کے سونے کے بچھڑے بنائے (دیکھو اول سلاطین باب ۱۲۔ آیت ۲۸ و ۲۹) اور ان کی پرستش شروع کی جب کہ عمری ان لوگوں پر بادشاہ ہوا تو اس نے کوہ شومون کو اس کے مالک سے جس کا نام شمر تھا خرید لیا۔ (سلاطین میں بجائے شمر کے سامر لکھا ہے) اور وہاں شہر بنایا جو دارالخلافہ ہوگیا۔ (دیکھو اول سلاطین۔ باب ۱۶۔ آیت ۲۳ لغایۃ ۲۵) اور اسی سبب سے وہ لوگ سمارتن یا شامری یا سامری مشہور ہوئے۔ وہ قوم جس میں کے ایک شخص نے بنی اسرائیل کے لئے بچھڑا بنایا تھا قرآن مجید کے بہت پہلے سے سامری کے نام سے کہلاتی تھی قرآن مجید میں السامری کہنے سے صرف یہ اشارہ ہے کہ اس کا بنانے والا اس قوم میں سے تھا جنہوں نے آخر کار یاربعام کی اطاعت کرکے سونے کے بچھڑوں کی پرستش کی تھی

لہ۔ اخبار الایام (اول تواریخ) باب ۷، آیت ۳۴ و باب ۸۔ آیت ۱۲۔

اور جو لوگ سامری یعنی سمارتن کے لقب سے مشہور ہیں۔

(۵)

اس واقعہ کے متعلق توراۃ کا بیان حسب ذیل ہے:۔

"جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ پہاڑ سے اترنے میں دیر کرتا ہے تو وہ ہارون کے پاس جمع ہوئے اور اُسے کہا کہ اُٹھ۔ ہمارے لئے معبود بنا کہ ہمارے آگے چلیں کیونکہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے نکال لایا۔ ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا۔ ہارون نے کہا کہ سونے کے زیور جو تمہاری بیویوں بیٹوں اور بیٹیوں کے کانوں میں ہیں اُتار اُتار کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ زیوروں کو جو ان کے پاس تھے اُتار اُتار کے ہارون کے پاس لائے۔ اس نے ان کو ہاتھوں سے لیا۔ اور ایک بچھڑا ڈھال کر اُس کی صورت حکاکی کے اوزار سے درست کی۔ انہوں نے کہا کہ اے بنی اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تجھے مصر سے نکال لایا۔ جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی۔ ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کے لئے عید ہے۔ وہ صبح کو اٹھے اور سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔ سلامتی کی قربانیاں گزرانیں لوگ کھانے پینے کو بیٹھے اور کھیلنے کو اٹھے۔ تب خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ اتر جا کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر کے ملک سے چھڑا لایا خراب ہو گئے ہیں۔ وہ اس راہ سے جو میں نے انہیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے لیئے ڈھلا ہوا بچھڑا بنایا۔ اسے پوجا اور اس کے لئے قربانی ذبح کر کے کہا اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے۔ پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گردن کش قوم ہے۔ اب تو مجھ کو چھوڑ کہ میرا غضب ان پر بھڑکے۔ اور میں ان کو بھسم کروں۔ میں تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ موسیٰ نے اپنے خداوند خدا کے آگے منت کر کے کہا کہ اے خداوند کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر جنہیں تو شہزوری اور زبردستی کے ساتھ ملک مصر سے نکال لایا بھڑکتا ہے ... تب خداوند اس بدی سے جو اس نے سونچا تھا۔ کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا۔ موسیٰ پھر کر پہاڑ سے اتر گیا شہادت کی دو لوحیں اس کے ہاتھ میں تھیں۔ جو لکھا ہوا سو خدا کا لکھا ہوا اور ان پر کندہ کیا ہوا تھا۔ جب یشوع نے

لوگوں کی آواز جو پکار رہے تھے سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کی آواز ہے۔ موسیٰؑ بولا "یہ تو نہ فتح کے شور کی آواز نہ شکست کے شور کی آواز ہے بلکہ گانے کی آواز میں سنتا ہوں"۔ جب وہ لشکر گاہ کے پاس آیا اور بچھڑا اور ناچ راگ دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اس نے لوحیں اپنے ہاتھوں سے پھینکدیں۔ پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالیں۔ اس بچھڑے کو جسے انہوں نے بنایا تھا لیا۔ اس کو آگ سے جلایا۔ پیسکر خاک سا بنایا اور اس کو پانی پر چھڑک کر بنی اسرائیل کو پلایا۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا کہ ان لوگوں نے تجھ سے کیا کیا تو ان پر ایسا بڑا گناہ لایا۔ ہارون نے کہا کہ میرے خداوند کا غضب نہ بھڑکے۔ تو اس قوم کو جانتا ہے کہ بدی کی طرف مائل ہے سو انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے لئے ایک معبود بنا جو ہمارے آگے چلے کہ یہ مرد موسیٰ جو ہمیں مصر کے ملک سے چھڑا لایا ہم نہیں جانتے کہ اسے کیا ہوا تب میں نے انہیں کہا کہ جس کے پاس سونا ہو وہ اُتار لائے۔ انھوں نے مجھے دیا اور میں نے اسے آگ میں ڈالا سو یہ بچھڑا نکلا جب موسیٰ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے قید ہو گئے۔ کہ ہارون نے انھیں ان کے مخالفوں کے روبرو اُن کی رسوائی کے لئے بے قید کر دیا تھا۔ تب موسیٰ لشکر گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا اور کہا جو خداوند کی طرف ہو وہ میرے پاس آئے۔ تب سب بنی لاوی اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس نے انہیں کہا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکر گاہ میں گذرتے پھرو۔ ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک شخص اپنے عزیز قریب کو قتل کرے۔ بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ چنانچہ اس دن لوگوں میں سے قریب تین ہزار کے مارے پڑے ..... دوسرے دن صبح کو یوں ہوا کہ موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے بڑا گناہ کیا۔ اب میں خداوند کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ شاید میں تمہارے گناہ کا کفارہ کروں۔ ..

خداوند نے ان کے بچھڑے بنانے کے سبب سے جسے ہارون نے بنایا تھا۔ لوگوں پر طاعون بھیجا[1]"

[1] خروج باب ۳۲۔ آیت اول لغایت ۳۵؎

(۶)

تورات کا افسانہ اگر صحیح ہے تو اس کے لازمی نتائج یہ ہوں گے :۔

الف۔ بچھڑے کا بنانے والا سامری نہ تھا۔ خود حضرت ہارون اس کے بنانے والے تھے۔

(ب) ہارون کو خدا نے مقدس بنایا تھا۔ تقدس کا خلعت دیا تھا۔ روحانی نعمتیں عنایت کی تھیں نسلاً بعد نسلٍ ان کے خاندان میں اس تقدس کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کو ان کے (یعنی ہارون کے) اور ان کی اولاد کے متعلق بہت سی وصیتیں کی تھیں[1]۔ بایں ہمہ نہ تو ہارون نے خدا کی رحمتوں کا خیال کیا اور نہ اپنے فرائض پر نظر کی۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا مگر بجائے اس کے کہ وہ عوام کو گمراہی سے بچاتے خود ہی اس کی بنیاد قائم کر دی۔

(ج) لازم تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل پر خدا نے جس قدر عذاب نازل کیا تھا اس سے بہت زیادہ عذاب ہارون پر نازل ہوتا۔ اس لئے کہ یہی حضرت اس گمراہی کے بانی تھے لیکن بیچارے عامیوں سے تو اتنا سخت بدلہ لیا گیا کہ سب لوگ اپنے عزیز ترین دوستوں اور رشتہ داروں کو قتل کرنے اور کٹ مرنے پر مجبور کئے گئے مگر ہارونؑ کا بال تک بیکا نہ ہوا اور مواخذہ تو درکنار خدا کی جانب سے انھیں تنبیہ بھی نہیں کی گئی۔

(د) تورات کے بیانات قابل تسلیم نہیں ہیں اس لئے کہ جا بجا ہارونؑ کی عظمت بھی بیان کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ عظمت ہارون کے خاندان میں قائم رہے گی۔ اور پھر یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ خدائے اسرائیل نے بنی اسرائیل کی ہدایت و اصلاح کے متعلق ان پر جو اعتماد کیا تھا وہ حق بجانب نہ تھا۔ کیونکہ ایک وقت میں انھوں نے حد درجہ کی شرک و گمراہی میں حصہ لیا تھا۔ خود بھی گمراہ ہوئے تھے۔ اور تمام قوم کو بھی ضلالت میں پھنسایا تھا۔

---

[1] ۔ خروج باب ۲۸۔ از اوّل تا آخر۔

یہ وہ نتائج ہیں جن سے ممکن ہے کہ سرسری نظر والی خوش اعتقاد طبیعتوں میں کوئی تذبذب نہ پیدا ہو لیکن حقیقت شناسی کا وجود اگر دنیا میں باقی ہے تو ہارونؑ کی عزت۔ توراۃ کی سچائی خدا کی خدائی۔ ان سب میں کوئی چیز بھی الزام سے بری نہیں ہوسکتی۔ اس حالت میں دو ہی صورتیں تھیں۔

(الف) توراۃ کو سچ مانتے ہیں تو خدائے بنی اسرائیل کی کبریائی اور ہارونؑ کی عزت میں فرق آتا ہے۔

(ب) خدا کی کبریائی اور ہارون کی عزت پر نظر پڑتی ہے تو توراۃ کا بیان غلط معلوم ہوتا ہے

اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں ان میں اکثر کا فیصلہ قرآن کریم سے ہوجاتا ہے۔ سورۂ نمل میں نہایت بلند آواز سے اس دعویٰ کی منادی کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ـ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ـ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ

(جزو ۲۰ ـ سورہ ۲۷ ـ آیت ۷)

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کی اکثر باتوں (کی حقیقت واقعی) کو جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ ان پر ظاہر کرتا ہے اور بے شک یہ قرآن ایمان والوں کے حق میں (از سر تا پا) ہدایت و رحمت ہے۔ (اے پیغمبر) کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار (قرآن کو نازل کرکے) اپنے حکم سے ان کے آپس کے اختلافات) کا فیصلہ فرماتا ہے۔ اور وہ زبردست (اور سب کچھ) جانتا ہے۔

یہ دعویٰ تھا اور اس کی دلیل یہی گوسالہ سامری کا واقعہ ہے، قرآن کریم نے صاف بتا دیا کہ موجودہ تورات میں یہودیوں نے اس واقعہ کو غلط پیرایہ میں درج کر دیا ہے ہارونؑ جیسے عظمت و شان کے بزرگ کا یہ شیوہ نہ تھا کہ وہ گوسالہ بنا کر پوجتے۔ اور خلق کو گمراہ کرتے۔ یہ تو سامری کا کام تھا۔

―――――(۷)―――――

توراۃ کی اصلاح و تصحیح کرنے والوں کو ہارون کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونے کے غالباً دو سبب ہوئے ہوں گے ۔ ا ۔

(الف) کوہ طور پر جاتے وقت حضرت موسیٰ اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل کا محافظ مقرر کر گئے تھے ۔ محافظ کے لئے عبرانی زبان میں سامر یا شامر کا لفظ استعمال ہوا کرتا ہے مصلحین و مترجمین توراۃ نے جب "سامری" کا قصہ پڑھا ہوگا تو وہ سمجھے ہوں گے کہ یہ کسی شخص کا نام نہیں ہے ۔ بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو بنی اسرائیل کا محافظ تھا ۔ اور ظاہر ہے کہ محافظت کی خدمت ہارونؑ ہی کو تفویض ہوئی تھی

(ب) حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور سے واپس آئے تو انہوں نے ہارونؑ کو بڑی سختی سے ملامت کی کہ تم نے اپنے فرض میں کس لئے کوتاہی جائز رکھی اور لوگوں کو گمراہ ہونے دیا ظاہر ہے کہ یہ ملامت صرف ان کے فرائض محافظت پر مبنی تھی اسی طرح جیسے کہ سرکار عالی کی جانب سے عوام کی بدعنوانیوں کی پرسش قوم کے سرگروہوں سے کی جاتی ہے لیکن یہودی مصحّحین یہ دیکھکر کہ توراۃ میں حضرت موسیٰؑ کا لہجہ ہارون کی نسبت نہایت سخت اور ملامت آمیز ہے یہ سمجھے کہ ہارونؑ ہی نے وہ بچھڑا بنایا تھا ۔

یہ روداد ہے ان واقعات کی جن میں کئی ہزار برس سے اختلاف چلا آتا ہے ۔ ناظرین کو اختیار ہے کہ قرآن کریم کے فیصلہ کو سچ مانیں یا توراۃ کی غلطیوں پر جمے رہیں ۔

—— (۸) ——

سامری کو حضرت موسیٰؑ نے جن الفاظ میں بددعا دی تھی وہ یہ تھے ۔

فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۔ چل دور ہو ۔ اس زندگی میں تیری یہ سزا ہے کہ (زندگی بھر) کہتا پھرے کہ (دیکھو مجھے کوئی) چھو نہ جانا (ورنہ ہم دونوں کو تپ آجائے گی) ۔

یہ ترجمہ مفسرین کی عام روایت کے مطابق ہے اور لامساس کے لفظ نے اس کی بنیاد ڈالی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لامساس کے معنی ملنے جلنے سے ممانعت کے ہیں۔ سامری کی ضلالت دیکھ کر حضرت موسیٰ نے اس کو منع کر دیا تھا کہ خبردار! اب زندگی بھر کسی سے نہ ملنا جلنا۔[۱] کیونکہ ظاہر ہے کہ گمراہی کا مرض اسی صورت میں متعدی ہوا کرتا ہے۔ تپ کے آنے نہ آنے سے نہ اس کو کوئی تعلق ہے نہ قرآن کریم اس قصہ کا مؤید ہے۔ اور نہ صحیح تاریخی روایتیں اس کی حامی ہیں۔ ذالک قولہم بافواہہم۔

---

[۱] تفسیر کبیر۔ جلد ۶ صفحہ ۶۹ (وجہ ثانی)

اگر آپ اپنا مقام تبدیل کریں تو اپنے جدید پتہ کی اطلاع دفتر "ترجمان القرآن" کو ضرور دے دیا کریں۔ ورنہ پرچہ نہ پہنچنے کی ذمہ داری اس دفتر پر نہ ہوگی

منیجر